دہشت گردی کی قِسمیں

عربی زبان میں دہشت گردی کے لیے لفظ ''اِرھاب'' آتا ہے۔ ''رہب'' ڈرنے کو کہتے ہیں' راہب وہ کہلاتا ہے جو اللہ سے بہت ڈرتا ہو۔ جبکہ اِرھاب کے معنی ہیں دہشت زدہ کرنا' خوفزدہ کرنا۔ اس دہشت گردی یا خوف زدگی کی ایک قسم خاموش' غیر فعال (Inactive) ہوتی ہے۔ یہ پوری دنیا میں عام ہے' ہر ملک کر رہا ہے اور وہ ہے زیادہ سے زیادہ اسلحہ جمع کرنا' زیادہ سے زیادہ سامانِ حرب وضرب مہیا کر کے رکھنا تاکہ دشمن پر رعب رہے اور دشمن کوئی اقدام کرنے سے باز رہے۔ لیکن یہ خفیہ نہیں ہونا چاہیے' بلکہ اس کو برسرِعام ہونا چاہیے' تاکہ دنیا کو معلوم ہو کہ ان کے پاس اتنا کچھ اسلحہ ہے لہٰذا ان کے خلاف دشمن کوئی اقدام کرتے ہوئے سو مرتبہ سوچے۔ مسلمانوں پر اس کام کو لازم اور فرض کر دیا گیا ہے۔ سورۃ الانفال کی آیت نمبر 60 ہے: ''(اے مسلمانو!) اپنے دشمنوں کے لیے زیادہ سے زیادہ سامانِ حرب وضرب فراہم کرو جتنا بھی تمہاری حد امکان میں ہو اور جنگی گھوڑوں کو اپنے پاس تیار رکھو''۔ گھوڑا اس زمانے میں وہی کام کرتا تھا جو آج ٹینک کرتا ہے۔ بہرحال مراد یہ ہے کہ ہر دور کے تقاضوں کے مطابق اسلحہ تیار رکھو تاکہ دنیا کو نظر آئے کہ ان کے پاس کیولری ہے' ان کے پاس سامانِ اسلحہ ہے' تاکہ دشمن کو مہم جوئی کی جرأت نہ ہو۔ اسی طرح آج کل سالانہ پریڈ میں اپنے ہتھیار دکھائے جاتے ہیں تاکہ دشمن کو معلوم ہو جائے کہ ان کے پاس ایسے ایسے میزائل موجود ہیں' یہ اسلحہ کی نمائش اس لیے ہوتی ہے کہ کوئی پڑوسی ملک یا کوئی دشمن ملک ہم پر حملہ کرنے کی ہمت اور جرأت نہ کرے۔ تو یہ دہشت گردی کی پہلی شکل ہے جس کا مقصد ہے دشمن کو خوفزدہ کیے رکھنا۔ دوسری قسم کی دہشت گردی ریاستی دہشت گردی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ کسی ملک میں کسی خاص قومیت کے لوگ آباد ہوں یا خاص مذہب کے لوگ اکثریت میں ہوں' وہ چاہیں کہ ہمیں علیحدہ کر دیا جائے' ہمیں علیحدہ ملک چاہیے۔ جو کہ اُن کا حق ہے' لیکن کوئی حکومت اُن کے اس حق کو دبانے کے لیے جو ہتھکنڈے استعمال کرتی ہے وہ ریاستی دہشت گردی کہلاتی ہے۔ حق خود اختیاری (Self determination) ہر قوم کو حق حاصل ہے کہ وہ اپنے مستقبل کا فیصلہ کرے۔ یعنی یہ فیصلہ کہ ہمیں فلاں ملک کے ساتھ رہنا چاہیے یا نہیں۔ چیچنیا والوں کا یہ حق ہے۔ فلپائن کے مسلمانوں کی جنوبی جزیروں میں اکثریت ہے' ان کا حق ہے کہ وہ اپنے فیصلے خود کریں۔ تھائی لینڈ کے جنوبی علاقہ میں بھی مسلمانوں کی اکثریت ہے' ان کا حق ہے۔ کشمیر کے اندر مسلمان نوے فیصد ہیں لہٰذا ان کا حق ہے کہ وہ اپنے فیصلے خود کریں۔ اسی طریقے سے فلسطین کے مسلمانوں کا حق ہے۔ اس حق کو دبانے کے لیے کسی حکومت کا مختلف ہتھکنڈے استعمال کرنا یعنی انہیں ڈرانا' انہیں خوف زدہ کرنا' انہیں مارنا' انہیں Torcher کرنا' انہیں جیلوں میں ٹھونسنا' ان کی بستیوں کو آگ لگا دینا' ان کے مکانوں کو ڈھا دینا' یہ ریاستی دہشت گردی ہے جو اِس وقت دنیا میں سب سے زیادہ بڑے پیمانے پر فلسطین اور کشمیر میں ہو رہی ہے۔ اور چھوٹے پیمانے پر چیچنیا' فلپائن اور تھائی لینڈ میں ہو رہی ہے۔ اس حوالے سے عالمی کمیونٹی کی منافقت کو دیکھیے' تیمور میں جھگڑا اٹھا اور ذرا سے عیسائی مسلم فسادات ہوئے' چونکہ وہاں عیسائیوں کی اکثریت تھی لہٰذا فوراً یو این او حرکت میں آئی' فوراً فوجیں آ گئیں اور تیمور کو تقسیم کر دیا اور وہاں پر ایسٹ تیمور کے نام سے ایک رومن کیتھولک عیسائی حکومت قائم ہو گئی۔ لیکن یو این او کی فورسز کشمیر میں نہیں جاسکتیں۔ یو این او کی فورسز اسرائیل میں نہیں جاسکتیں۔ یو این او کی فورسز چیچنیا میں نہیں جاسکتیں۔ وہ کبھی تھائی لینڈ میں نہیں جائیں گی۔ جہاں مسلمانوں کا حق مارا جا رہا ہو' جہاں ان کی آزادی سلب کی جا رہی ہو' جہاں مسلمانوں کے حق خود اختیاری کی نفی کی جا رہی ہو وہاں کوئی ایکشن نہیں لیا جائے گا۔ اب آیئے تیسری قسم کی دہشت گردی کی طرف جسے آج عام طور پر دہشت گردی کہا جا رہا ہے۔ اس کی بھی تین قسمیں ہیں۔ ایک ریاستی دہشت گردی کا ردعمل ہے۔ ظاہر بات ہے کہ انسانوں کے دلوں کے اندر حریت کا جذبہ ہوتا ہے۔ ان کے سینوں میں پتھر نہیں ہوتے' دل ہوتے ہیں۔ وہ گونگے بہرے نہیں ہوتے' دیکھتے ہیں کہ کیا ہو رہا ہے۔ بہرحال ایک دہشت گردی ریاستی جبر کے ردعمل میں ہوتی ہے۔ یہ کیوں ہوتی ہے؟ اس لیے کہ جو سرکاری دہشت گردی ہو رہی ہے وہ مسلح ہے۔ سرکار کے پاس ایئرفورس ہے۔ اس کے پاس ٹینک ہیں۔ اس کے پاس F-16 ہیں۔ اس کے پاس ہیلی کاپٹرز ہیں۔ ان سے وہ نہتوں کو مار رہے ہیں۔ یہی کچھ فلسطین کے اندر ہو رہا ہے۔ کس طرح سے ان کے میزائل ٹارگٹ کرتے ہیں۔ شیخ احمد یاسین جو اسّی برس کے معذور آدمی تھے جن کی پوری زندگی وہیل چیئر پر گزر گئی تھی' ان کے سینے کو بھی ایک میزائل نے چھیل دیا۔ یہ ساری ریاست کی سطح پر دہشت گردی ہو رہی ہے۔ اس کے ردعمل میں جو کچھ نہ کچھ ہوتا ہے' مثلاً خودکش حملے ہیں' انہیں آج عرف عام میں دہشت گردی کہا جا رہا ہے۔ دوسری دہشت گردی کیا ہے؟ وہ یہ کہ آپ نے کسی ملک میں جا کر قبضہ کر لیا۔ مثلاً افغانستان میں طالبان کی حکومت گرائی اور قبضہ کر لیا' عراق میں صدام کی حکومت گرائی اور قبضہ کر لیا اور اپنی Puppet (کٹھ پتلی) حکومت قائم کر دی تو اس کے خلاف ردعمل بھی انسان کے جذبۂ حریت کے باعث ہے۔ جو کچھ عراق اور افغانستان میں ہو رہا ہے' حالانکہ اس میں ایک برائی کا پہلو ہے کہ مسلمان مسلمان کو مار رہا ہے۔

عراقی عراقیوں کو مار رہے ہیں۔ اگر ایک امریکی مرتا ہے تو عراقی دس مرتے ہیں۔ عراقی کن کو مار رہے ہیں؟ جو اس کٹھ پتلی انتظامیہ کے ساتھ تعاون کر رہے ہیں۔ یہی معاملہ افغانستان کا ہے۔ افغان فوج کے لوگ مارے جاتے ہیں جو افغان ہیں' مسلمان ہیں' لیکن طالبان دیکھ رہے ہیں کہ اصل قبضہ امریکہ کا ہے۔ کرزئی تو ایک Puppet ہے۔ اس حکومت کے خلاف جو ردعمل ہے اُسے بھی ایک دہشت گردی کا نام دیا گیا ہے۔ اگرچہ ہم جانتے ہیں کہ اس قسم کی گوریلا کارروائیوں کا نتیجہ کوئی نہیں نکلے گا۔ اس لیے کہ مدمقابل بہت طاقتور ہے۔ لیکن جب کوئی ظالم کسی کمزور کو دبائے گا تو مظلوم اپنی جان کی پرواہ کیے بغیر کچھ تو ضرور کرے گا' 'مرنے چلے تو سطوت قاتل کا خوف کیا۔ اتنا تو ہو کہ باندھنے پائے نہ دست و پا۔'' تیسری قسم کی دہشت گردی خاص قسم کی ہے جو خود امریکہ کی پیدا کردہ ہے۔ وہ دہشت گردی کیا ہے؟ اس کے پس منظر کو اچھی طرح سمجھ لیجیے۔ جب روسی افواج افغانستان میں داخل ہوئی تھیں اس وقت روس اور امریکہ کی اسی طرح کی دشمنی تھی جیسی کہ سانپ اور نیولے کی ہوتی ہے۔ پچاس سال تک ان میں کولڈ وار جاری رہی۔ کولڈ وار اس لیے رہی کہ دہشت گردی اُدھر سے بھی تھی' اِدھر سے بھی تھی۔ ایٹم بم ان کے پاس بھی سینکڑوں ہزاروں تھے' ان کے پاس بھی تھے۔ اگر جنگ ہو جاتی تو پوری دنیا تباہ ہو جاتی' اس لیے وہ رکے رہے یا ایک دوسرے کو روکتے رہے۔ البتہ اس حوالے سے چھوٹے ملکوں کو کچھ ریلیف مل گیا تھا کہ اگر امریکہ زیادتی کرتا تو روس کی طرف جھکاؤ کر لیا اور اگر روس نے کوئی زیادتی کی تو امریکہ کی طرف کچھ جھکاؤ ہو گیا۔ جب روس افغانستان میں آیا تو اسے افغان قوم کا اندازہ نہیں تھا۔ افغان کسی کی غلامی برداشت نہیں کرتے۔ انہوں نے روس کے خلاف مزاحمت شروع کر دی۔ اب یہاں نوٹ کر لیجیے کہ افغان لڑ رہا تھا اپنی حریت کے لیے' اپنی آزادی کے لیے جبکہ امریکہ انہیں استعمال کر رہا تھا اپنے مقصد کے لیے۔ وہ اپنے آرک رائیول کو ختم کرنا چاہتا تھا اور ویت نام کا بدلہ لینا چاہتا تھا۔ امریکہ نے دیکھا کہ گھوڑا بڑا مضبوط ہے لہٰذا اس کے اوپر داؤ لگایا جائے۔ اس نے دیکھا افغان مرنے کے لیے تیار ہیں لہٰذا اربوں ڈالر دیئے گئے۔ اسلحہ کے ڈھیر لگا دیئے۔ اس دوران اسامہ بن لادن' عمر عبدالرحمٰن اور عبداللہ عظام جیسی شخصیات کو بھی امریکہ کا تعاون حاصل تھا۔ بالآخر روس کو وہاں سے بھاگنا پڑا۔ اس کے بعد امریکہ نے دیکھا کہ ہمارا داؤ تو الٹا پڑ گیا۔ جن مجاہدین کے ذریعے روس کو ختم کرا دیا اب وہ ہمارے گلے پڑ گئے ہیں۔ اگر انہوں نے اسلام کا پورا نظام قائم کر دیا تو پوری دنیا مسلمان ہو جائے گی۔ اصل میں انہیں اندیشہ تھا کہ یہاں ایک خالص اسلامی حکومت قائم ہونے کے امکانات پیدا ہو چکے ہیں۔ انہیں اسلام بطور مذہب تو منظور ہے کہ اگر تم مذہب تک رہو تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں' لیکن تم جہاد پر اتر آئے اور جہاد کا نتیجہ کیا چاہتے ہو کہ ایک اسلامی حکومت قائم ہو' خالص اسلامی معاشرہ ہو' خالص اسلامی معاشی' معاشرتی اور سیاسی نظام ہو تو یہ ہمیں منظور نہیں۔ لہٰذا بہانہ بنا کر نائن الیون کا ڈرامہ خود انہوں نے کرایا۔ اسامہ بن لادن یہ کام نہیں کر سکتا۔ مسلمانوں میں کوئی ایسا نہیں تھا جو یہ کام کر سکے۔ یہ تو اصل میں موساد کے ذریعے سے کرایا گیا تاکہ امریکی عوام کے اندر غصہ پیدا ہو جائے اور وہ جنگ کی حمایت کریں۔ بہرحال نائن الیون کا ڈھونگ رچا کر اسامہ کو اس کا مجرم قرار دے کر افغانستان پر حملہ کر دیا گیا۔ اس امریکی جارحیت کے خلاف وہاں جو گوریلا وار شروع ہوئی ہے دنیا اسے بھی دہشت گردی کے نام سے پکار رہی ہے۔ امریکہ کے نزدیک یہ دہشت گردی القاعدہ کے ذریعے سے دنیا میں پھیلی ہے۔ حالانکہ یہ تو یوں سمجھیے کہ فطری ردعمل ہے۔ جیسے کوئی بہت چھوٹا بچہ غصے میں آ جائے تو بڑے آدمی سے لڑ پڑتا ہے اور کچھ نہیں تو گالیاں دیتا ہے۔ وہ اپنے چھوٹے سے ہاتھ سے مکا بھی مارے گا چاہے اسے معلوم ہے کہ میں ایک بڑے آدمی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ یہ angry children کا سارد عمل ہے۔ جیسا کہ نیوٹن کا تیسرا قانون حرکت بیان کیا جاتا ہے: "For every action there is an equal and opposite reaction" وہ ری ایکشن تو ہونا ہی ہے۔ یہی صورت حال عراق کی ہے۔ وہاں بھی ردعمل کے طور پر گوریلا وار جاری ہے۔ جہاد حریت کو بھی دہشت گردی کہا جاتا ہے' جس کی نمایاں ترین مثال کشمیر ہے۔ دنیا اسے بھی دہشت گردی کا نام دے رہی ہے۔ پانچواں دہشت گردی کا معاملہ وہ ہے جسے مذہبی دہشت گردی کہا جاتا ہے جو پاکستان میں شیعہ سنی کے مابین بظاہر ہو رہی ہے۔ یہ دہشت گردی اصل میں ہمارے ملک کے اندر کی پیداوار نہیں ہے۔ یہ باہر سے آئی ہے۔ Huntington کا مشورہ ہے کہ مسلمانوں کو کمزور کرنے کے لیے ان کے باہمی اختلافات کو بھڑکا کر انہیں آپس میں لڑایا جائے۔ چنانچہ ہمارے ہاں کے لوگ جن کے پاس روزگار نہیں ہیں ان کو وہ ہائر کرتے ہیں اور ان کے جذبات بھڑکا دیتے ہیں کہ تم سنی ہو' شیعوں کو مارو' شیعہ تو حضرت عائشہؓ کے بارے میں یہ کہتے ہیں' شیعہ تو حضرت عمرؓ کے بارے میں یہ کہتے ہیں۔ اُدھر سے شیعوں کو اُبھارا کہ یہ تو حضرت علیؓ کے ساتھ حضرت معاویہؓ اور حضرت عمرو بن العاصؓ کو بھی مانتے ہیں' یہ تو حضرت حسینؓ کے ساتھ حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور عبداللہ ابن عمرؓ کی بھی تعظیم کرتے ہیں جنہوں نے یزید کے ہاتھ پر بیعت کر لی تھی۔ بہرحال یہ سب کچھ باہر سے ہو رہا ہے' ورنہ ہمارے عام معاشرے میں شیعہ سنی کا کوئی Clash نہیں ہے۔ دائیں مکان میں شیعہ ہے تو بائیں میں سنی ہے۔ اور اب جو کراچی کے فلیٹس ہیں نیچے سنی ہے تو اوپر شیعہ ہے' اوپر سنی ہے تو نیچے شیعہ ہے۔ عوامی سطح پر کوئی conflict نہیں ہے۔ یہ باہر کی جنگ ہے۔ موساد اور را کے ذریعے سے یہ دہشت گردی کرائی جا رہی ہے۔ اب آیئے اپنے وطن عزیز کے حالات کی طرف۔ یہاں بہت خوفناک معاملہ ہے۔ صدر مشرف کچھ عرصے سے باقاعدہ تقریریں کر رہے ہیں کہ روشن خیال' ماڈریٹ لوگ انتہا

پسندوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں۔ اس سے مراد کیا ہے؟ ایک ملک کا سربراہ گویا کہ سول وار کی دعوت دے رہا ہے۔ یہ سب امریکہ کے اشارے پر ہو رہا ہے' جس کا ثبوت یہ تازہ ترین رپورٹ ہے جو امریکہ کے سب سے بڑے تھنک ٹینک رینڈ کارپوریشن نے پیش کی ہے۔ اس رپورٹ کے مطابق مسلمان چار قسم کے ہیں: (1) بنیاد پرست مسلمان (Fundamentalist) یہ وہ ہیں کہ جو اسلام کو مکمل نظامِ زندگی سمجھتے ہیں' یعنی اسلام کے سیاسی نظام' معاشی نظام اور معاشرتی نظام کے لیے کوشاں ہیں۔ یہ ہمارے اولین دشمن ہیں ان کو ہم نے ہر صورت ختم کرنا ہے۔ (2) قدامت پسند مسلمان (Traditionalist) ' جنہیں بس قال اللہ و قال الرسول سے دلچسپی ہے' مدرسوں میں بیٹھے ہیں' مسجدوں میں ہیں' یہ فی نفسہٖ تو خطرناک نہیں ہیں لیکن اگر یہ Fundamentalists کے ساتھ مل جائیں تو پھر بہت بڑی فورس ہیں۔ اس لیے کہ ان کے پاس مسجدیں ہیں' ہر جمعہ کو اجتماع جمعہ ہو رہا ہے۔ مسلمان نہا دھو کر کپڑے بدل کر آتے ہیں اور یہاں بیٹھ کر وعظ سنتے ہیں۔ اگر یہ قدامت پسند بنیاد پرستوں کے ساتھ مل جائیں تو پھر یہ بہت خطرناک معاملہ ہو جائے گا' اس لیے انہیں دور رکھا جائے۔ (3) ماڈریٹ' جو اسلام کا ایک ایسا ایڈیشن تیار کر رہے ہیں جو ہماری تہذیب کے ساتھ Compatible ہے۔ ان کے نزدیک سود حرام نہیں ہے۔ سود تو وہ حرام ہے جو کسی کو ذاتی طور پر دیا جائے اس کی ذاتی ضرورت کے لیے اور اس سے سود لیا جائے' وہ سود جو کاروبار کے لیے دیا جا رہا ہے وہ تو کاروبار کرنے والے کے نفع میں سے اپنا حصہ لے رہا ہے۔ لہٰذا یہ سود نہیں ہے۔ معاذ اللہ۔ (4) سیکولرسٹ۔ یہ مسلمانوں کا وہ طبقہ ہے جو ہماری ہی طرح مذہب کا سیاست سے اور ریاست سے کوئی تعلق نہیں سمجھتے۔ یہ دونوں مؤخر الذکر طبقے ہمارے ہیں' لہٰذا انہیں آگے لایا جائے جبکہ بنیاد پرست اور قدامت پرست مسلمانوں کو قریب مت آنے دیا جائے' یہ قریب آ گئے تو بہت بڑا خطرہ بن جائیں گے۔ لہٰذا قدامت پسند طبقات کے مابین جو اختلافات ہیں' شیعہ سنی' وہابی سنی' دیوبندی بریلوی' ان کو اچھالو' ان کو ہوا دو تا کہ یہ اسی میں مشغول رہیں اور بنیاد پرست مسلمانوں کی طرف نہ جا سکیں۔ یہ پالیسی ہے جو دنیا میں چل رہی ہے۔ مشرف نے اس کو باقاعدہ سٹیٹ پالیسی بنا دیا ہے کہ ماڈریٹ' روشن خیال اٹھ کھڑے ہوں ان انتہا پسندوں کے خلاف۔ معلوم ہوا کہ صدر مملکت سول وار (خانہ جنگی) کرانا چاہتے ہیں۔ سب سے آخری بات یہ کہ بلدیاتی انتخابات کے موقع پر اس قسم کے وعظ کہے جا رہے ہیں کہ مولویوں کو ووٹ مت دو۔ ان بنیاد پرست' تنگ نظروں اور انتہا پسندوں کو ووٹ مت دو' گویا کہ سرکاری سطح پر ایوان صدر سے یہ صریح دھاندلی ہو رہی ہے۔ بہر حال یہ ہے دہشت گردی کی داستان جو آج میں نے آپ کے سامنے رکھی ہے کہ اس کی کتنی قسمیں ہیں' کیا پس منظر ہے۔ لیکن امریکہ جس کو دہشت گردی کہہ رہا ہے یہ ختم نہیں ہوگی۔ بقول نعیم صدیقی ۔ ''گر اک چراغ حقیقت کو گل کیا تم نے۔ تو موجِ دود سے صد آفتاب اُبھریں گے'' ظاہر بات ہے ایک نسل کے بعد دوسری' دوسری کے بعد تیسری' یہ جنگ بڑی طویل ہے اور وہ بھی مان رہے ہیں کہ یہ طویل جنگ ہے۔ موجودہ حالات میں مسلمانوں کے لیے کرنے کا اصل کام یہی ہے کہ تمام دینی قوتیں جو پاکستان کے اندر ہیں یا باہر ہیں' جنہوں نے جہاد کشمیر میں حصہ لیا یا جہاد افغانستان میں حصہ لیا' انہیں جمع ہو کر ایک منظّم عوامی تحریک کے ذریعے یہاں اسلام کو قائم کرنا چاہیے۔ اگر ہم یہاں اسلام کو قائم کر دیں تو یہ سارا باطل ایسے پگھل جائے گا جیسے دھوپ میں برف پگھل جاتی ہے یا جیسے روشنی آنے پر اندھیرا ختم ہو جاتا ہے۔ اس لیے کہ اسلام کی روشنی کے سامنے کوئی نظام نہیں ٹھہر سکتا۔ ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب کا جملہ بارہا سنا چکا ہوں۔ جب وہ طالبان حکومت کا نظام دیکھ کر آئے تو کہا تھا کہ جو حالات میں نے کابل میں دیکھے ہیں اگر چند اور اسلامی ممالک میں ایسا نظام قائم ہو جائے تو پوری دنیا مسلمان ہو جائے گی۔ یہ ہونا ہے' کیونکہ حضور ﷺ کی واضح پیشین گوئیاں ہیں کہ قیامت سے قبل پوری دنیا میں اسلام غالب ہوگا۔ لیکن اس کے لیے جانیں دینی ہوں گی' قربانیاں دینی ہوں گی' اس کے لیے ہم میں سے ہر ایک کو تیار ہو جانا چاہیے۔